

AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
۱۹۲۳
اودھ پنچ لکھنؤ
अखबार अवध पंच लखनऊ

جلد ۸ نمبر ۴۸

مضامین غیر

مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۳ء

سوال و جواب

سیوراجسٹ اور متعصب مسلمانوں کا خیالی جزومد

سنا ہے قوم سے کہتے ہیں وہ آزاد سبحانی — رکھو تم ہندوؤں سے میل گو ہو باد سبحانی
نہ تم شدھی کو روکو ورنہ ابھی سنگھٹن بھی — نہ ہو تبلیغ کے حامی کہ یہ باتیں ہیں لا آنی
کرو دن رات تم سوراج لینے کی دلی کوشش — ابھی سے ہر گھڑی مشکل میں ہوگی تم کو آسانی
منہ ہی تک پہنچ کر جل ہے بستی میں بھرا آتا — وہ حیدر کہ غم و کم ہیں جو لاتے کہتے ہیں لافانی
بھلا قوم کہتی ہے کہ نے ہندو علامہ — بھلا معلوم ہو ہمیں آپ کے جذبات ایمانی
سجاد احمد سجاد احمد کیا شوق حکومت ہے — لے سوراج کو مر جائے دین و عقل پہ پانی
بڑھائی آپ نے داڑھی پہنا گرچہ دستار — نہ سوچی تم تجویزیں نہ تسویات شیطانی
حفاظت دین کی واجب ہے لیکن جب نہ پہنچے — مساوی ہیں مگر سب بولتے وہ ہندیا کہ انسانی
یہی ہے اتحاد ہندو مسلم تو پھر اک دن — غرض گھٹتے گئے ہوکشتہ سیف اپنی پیشانی
نظیمت ہے کہ وہ جن میں پھر ہوگیا ثابت — جنہیں ہندو سمجھے تم وہ سب ایمان جانی
یہ چند ہی شکل ہیرا کل کا انداز تھا سارا — اڑائی یار لوگوں نے اسی حیلہ سے بربانی
ذہین فتحپوری نے سنی جب گفتگو میں یہ — تو اُسکے دل کے آئینہ پہ چھائی گرد حیرانی
یہ راز اتحاد ہندو مسلم کا ہے قصہ — جسے سنکر مجھے یاد آ گئے اشعار قاآنی
خرد شید است و دانش کمینہ دستی تیہ جنید گن — کہ خرش جان زجوت شید و کید تیہ بھانی
کمال نفس اگر جوئی بھگین عجب دانائی — چہ تو سوچ اگر خواہی رہا کن خوب حیرانی
اگر شیخ جو نیستی دگر بس شیخ خود نیستی — ترا طاعت بکار آید نہ تسویات شیطانی
اگر مرم قناد وری بسو تزادل کہ عاشق ‌ — بجان عشق بربانی بکار آید نہ بربانی
اگر لب تشنہ رو آب حیات کن ترا زینہ — کہ ترکش سوہی خو نجم آو سندیاں پانی
نہ عیب اسکو کمال میں تجھے ہے منہ بہ چنانی — کہ تو نا کو کہتا بھی پڑے تجھ کو اگر نانی

التماس دو مٹر

گڑ گڑا کر رات بھر ہم نے دعا کی اے حضور — کونسل کی ممبری میں آپ پائیں جا ضرور
یہ دعا سن لی خدا نے آپ ممبر ہوگئے — دیکھیے کرسی کے ملتے ہی نہ آجائے غرور
کونسل میں کوئی امر مذہبی جب پیش ہو — یہ دعا کیجیے اسکی کوشش میں نہ ہو ہرگز قصور
آپ مسلم ہیں کہ ہندو جو ہیں ان کا فرض — ہے فرض انکی کہہ نہ بیتے نہ بھاگیں دور دور
ووٹ دو اونام مذہب چین کو حاصل کرو — عہد کن باید گردو رو بھاتا نہ ہو فتور
ساتھ ہم ذہین فتحپوری ادکا نیر

غزل

روتے رہے گریبان کہ تنگی سے مرگئی — سارے کجانے نوبے عکس سے بھر گئیں
اچھا لگن بہت تو ہم آ کر کا دھر گئی — ٹھہری ماں پانچ سال رہیں ہم تو مر گئیں
بیٹھیں جو ہم جہاں تو بھر عمر بھر گئی — پھر سے رہیں جو تو دے وہ پھر دھر گئیں
پھینکنت انگن ہے ادھر کتیاں جلا کرے — بیٹا صاحب بھی جو یار کنوں آج دھر گئیں
کرتا رہے جو یار تو سمجھن بچیل چولی — کا نام ہم تو تُو کیکے کل رات ڈر گئیں
ہم تو کہتے ہیں جو نہ بنتے دل بچے اور تم — آ کر ہم سے آج نہ بچاتے ماں دھر گئیں
سوچا رہے جو رقیب تو چلا ات رہ گو — ہم جو اُٹھیں جواں سے تو فر فر کر گئیں
ہنسی کرتے ہیں سیدھی ہے اپنے یار کی — ہم پاؤں داب دیں تو کا کام کر گئیں
بی بچار رقیب سے یار سے کریب — چوہن کی طرح ہم جو گئیں تو کھر گئیں
روٹا اور وہ تیکھا لے کے تو ہم اپنی راہ گئیں — چھپکی جو دیکھیں تو دیدہ سے ڈر گئیں
کی کری طرح دم ماں کو دی ہم لے گئے — لنگڑی رجاجہ پھر لگا گئیں مگر گئیں
بدھی نہ سیدھی راہ بتائیں کہوں سر — بیکنٹھ کے بجائے جہنم ماں دھر گئیں
چپ چوپ کے تیتو جات رہیں یاد کی گلی — پوچھیں رقیب سار تو بیٹے مگر گئیں
بیٹک نہ ہم لگائے سکن ہائے باپ رے — کوٹھا پہ آپ آئے کے ویسیں اُدھر گئیں
گھوسی جو رات بھر تو رہی دیوار کے ترے — ایسا جگا ہم جاگ کہ صبح ہوتے مر گئیں

کسنتہ افیون حضرت تو فروز الہ آباد

چپ غزل

برائے فاتحہ وہ دور بیٹھے میرے مرقد سے — کہ خاک تربت عاشق لپٹ جائے نہ دامن سے
بھڑک اٹھے نہ اک دن آتش پنہاں کہیں یارب — ہمارے داغ دل کو وہ ہوا دیتے ہیں دامن سے
بھلا کیا ذکر اسکے تیر مژگاں کے نشانہ کا — کہ جو تیر و کماں سے کہیں کا عادی ہو بچپن سے
کوئی اسکے دل پُردرد سے غم کے مزے پوچھے — ستم جو گردش افلاک کے سہتا ہو بچپن سے
خدا جانے سزا کیا دیں وہ جرم عرض مطلب کی — عیاں غیظ و غضب کی صورتیں ہیں انکی چتون سے
جلا بھی مقصد سوز الم سے لوح تربت کی — گرا جب اسپ اشک اہل غم آوازدی من سے
دعا جائیں ہم آخر تو ہیں راحت کے دم نکلے — کہ جیسے دیپ سے گل ہوکر نکل جاتی ہے گلشن سے
جفا کا سی کا انکی قائل کی اور نہ وفاؤں کا — تماشا دیکھتے ہیں حسرت خواب کی الجھن سے
مرے سینے پہ جب تیر نظر کی مشق کرتے ہیں — تو رہا جا کھنے لگتے ہیں غرور ہے سنق
کوئی منتر نہیں ہوتا اسکے کاٹے کا کہیں دل — ذرا ہشیار رہنا کاکل پیچاں کی ناگن سے
ہے گوہر کان کا انکے قریب گیسوے پیچاں — غلط کیا ہے جو دوں تشبیہ اسکو سانپ کے من سے
رہا حسن جب دیکھے وہ کھرا انکی بیوفائی کا — نکالو اب ذرا اس الفت دل کے معدن سے

نہ کیوں سر رہ جاتا اس بت کا فر کے در سے
کہ ساعت پوچھ کر میں بھی چلا تھا اک برہمن سے

اب نئی بزم میں بھی عاشقِ رنگ و بو ہے کوئی — نیا ہے شیوۂ آزرد گی کیا اس گلشن سے
کھائیں مالکوں پیل مست نانگل جالیں — بڑے گا وخت اس کی دشتِ جنوں کا عرصہ ہے
گرانے ہیں وہ بھی عاشقوں کے خرمنِ دل پر — پپیہا ندی کی اے اگمس نت پیلے پپیہے کر رہے
جھونک کر جام دے جھکا رہیں پر لن ریاہ — ہوتے سکینی سب لوگ بوتل کا اُداس ہے
بڑے کرکان اٹھوا دو بیٹھ غم ہے اُن کا — کوعدہ بھی لیتے ہیں جاناں ذکی بین ہے
فلک پچھاڑ مضموں کا کرتا ہے شکار دیکھو — زیادہ میر شباب زخیال و زمانے زمین ہے

قطعہ

مرے میں نے ایک جنٹلمین سے پوچھا کہ اے صاحب — ذرا فرمائیے کون آپ ہیں تب بولے وہ وزن
ہماری قوم میں ہے بیرسٹری کا اک سند جانے — نہ بورو بھیجے اور وہیں ہم آ آئے ہیں لندن سے

راقم — ریاض حسین جبل پوری

غزل برنگ قصیدہ

خدا کی شان کہ وہ خود ہی ہو گئے معزول — جو بات بات پہ کہتے تھے مجھکو ذم اور ذول
کریںگے خاک وہ ایفائے عہد نا معقول — جو ابتدا ہی سے کرتے رہے ہیں ٹال مٹول
قسم خدا کی بڑے جانباز ہیں یہ حسین — بہت جتن کیے مطلب مگر ہوا نہ حصول
بجلی بھی ہیں سبز قدم پی خراں ہوئیں نحابت — بجائے غنچہ و گل ہے چمن میں خاک اور دھول
منہ آج یوں کیوں بگڑے تو ڈھائے بیٹھے ہیں — کسی نے بے ادبی کی ہے کچھ نہیں معقول
وہ بار بار ... میں جو چھپاتے ہیں — کسی غریب کا دل ہے کہ جگو ہے کہ پھول
عجیب چیز ہیں والسلام صاحب بھی — کہ ہائے ہائے تمک پر ہے ان کا یا محصول
اُمیدوار کرم آج بھی کیا ہے مگر — خدا کرے کہ وہ تکلیف کل کی جائیں بھول
اسی کے باپ کی ہے عمر جاودان بیشک — تمہاری تیغ نظر کا جو ہو گیا مقتول
جو لوگ مفت کے ٹکڑوں کے ہو گئے عادی — وہ کد و کسب کی محنت کو جانتے ہیں فضول
یہ سب تمہاری حماقت ہی کا نتیجہ ہے — کہ ہاتھ دور تیا ہے موچھوں پہ غیر نا معقول
چلے گی اسپ تخلا ٹڑی کسی کے ابرو کی — کہ تھوڑیوں کے لیے ہم خریدتے ہیں ببول
قرا بپی زلف کا اک گڑ بنا کے ناپ نہ لو — شبِ فراق کا ہم کیا بتائیں عرض و طول
ہے انتظار ہمیں مہ وشوں کے تختوں کا — بڑھے گا لطف بھی بجھ جائے گی جو نوک آپ پول
بڑھا دیں رپٹ وہ جناب اپنے حسن تمکیں کا — کہ چڑھ گیا ہے تمک پر بھی گنا محصول
جو پیشکار نے دفتر میں کر دیا کم ہے — وہ آپ کے غصہ میں صاحب نے کھینچ ڈالا رول

اب اہلِ فن کا نگہباں خدا ہے اے سرشار
سنا ہے سیکھینگے جوگی بھی شاعری کے اصول

راقم — جناب کا خادم

بقلم — صدرالدین سرشار کسیتوی (از میسور)

ہفت صد ہفتاد و قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بار ہا روئیدہ ام

شاہِ غراعض مولانا تیغ!

بندۂ درگاہ کے جواب مستفسرہ کے متعلق محترمہ جناب منشی عبد العزیز صاحب بی اے نے جو تکلیف خامہ فرسائی گوارا فرمائی اُسکے عوض ممدوح و معروف کی خدمت بابرکت میں تحفۂ تشکر و امتنان پیش کر کے گزارش ہے کہ شعر مندرجہ عنوان کے ملاحظہ فرمودہ طبی مطالب نے میری عقل و فہم کو جنبش کے عارضہ میں مبتلا کر کے میرے سلسلۂ خیالات کو زلف گرہ گیر سے مشابہ بنا رکھا ہے

اُلجھن کو دل کی دامِ محبت بنا گیا — دھیان اُنکے گیسوؤں کا بڑا جلسا نہ تھا

چونکہ معزی الیہ کے جواب باصواب کے بارہ میں کسی گزشتہ اشاعت میں دیپ سنگھ نے اپنے شکوک کا اظہار کر کے تشفی چاہی ہے لہذا میرے اعتراضات جو شیطان کی طرح طوالت پذیر تھے ختم کے جونک ہو گئے۔

قیاس مقتضی ہے کہ جسوقت جناب منشی صاحب کری جواب استفسار مسلک تحریر میں منسلک فرما رہے تھے اسوقت میرا مضمون مع استفسار پیش نظر ہونے کا اعزاز نہ رکھتا تھا۔ ورنہ شعر کے تشریح مطالب کے ہمراہ حسب منشا عاکترین لفظ تناسخ کی ضرورت وضع کی بابت بھی چند بیت بالضرور حوالہ قلم حقیقت رقم فرمائے جاتے۔

حضرت امیر مینائی صاحب نوراللہ مرقدہ کے ایک شعر کا مصرعہ ثانی احقر کو یاد ہے، مگر مصرعہ اولیٰ کتاب ذہن میں ہر چند تلاش کیا گیا مگر دستیاب نہوا۔ بادِ وحشت کے اوراق کو فراموشی کی ہوا نے اُلٹ پلٹ کر دیا مجبوراً حصول مدعا کیلئے اسی پر قناعت و اکتفا کر کے مصرعہ مذکور ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو مسئلہ تناسخ کے فرضی قالب میں اصلیت کی روح پھونک کے اس بابت اسلامی عقیدہ کی تردید کر رہا ہے۔

ناظرین عالیجاہ کو اگر مصرعہ اول یاد آئے تو وہ ذرا تکلیف فرما کے دیوان امیر مرحوم ہمراہ تہذیب میں ڈھونڈنے کے پہلے اپنی تشفی فرمالیں بعدہ اس خاکسار ذرہ بے مقدار کا اطمینان فرمائیں۔ شعر کا مصرعہ ثانی یہ ہے کہ

کبھی اس گھر میں آ نکلے کبھی اُس گھر میں جا ٹھہرے

راقم — فقیر سنگھ شمیم گوری

تم ترقی نہیں کر سکتے

(نمبر ۲)

(تتمہ ۶ دسمبر ۱۹۲۶ء)

میں نے دیہاد و داسا زبن جاؤں ؟"

جواب ہے کچھ کی تمیں یاد ہیں ؟"

میں نے کہا میں کیا ہیں صرف ہنقدر کہ چوک میں مجرم ہو گئے۔ مولوں کا جھولا گلے میں ڈالا۔ خاک دھول پھانک کے اُصول۔ کوٹے چھان کے پڑیاں

بتالیں اور نگے رجسٹر پڑھئے:- آنکھ کا منجن دانت کا منجن - درد داد کی دوا کھجلی کی دوا - آتشک کی دوا جریان کی - گولیاں امساک کی - تمباکو وغیرہ سپلائی۔

جواب :- نہیں تو تم ترقی کر چکے۔

میں :- کیوں ساری دنیا کے دوا ساز یہی کرتے ہیں بڑی بڑائی یہ کہ اشتہار دیتے ہیں۔

جواب :- احمق دوست! سنو

ہر کسے را کہ بہر کارے ساختند

میں :- یہ تو میں بھی جانتا ہوں کوئی نئی کہو۔

جواب :- نئی بات یہ ہے کہ دوا سازی سے چلتا چلا جاؤ ورنہ اچھی سے اچھی بنی ہوئی دوا کا حال کوئی نہیں جان سکتا مگر اسکے بغیر چارہ بھی ہر شخص نہیں اٹھا سکتا۔ بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کی خوشامد کیجیے - کوئی مریض ہو یا نہ ہو ان سے سرٹیفکیٹ لکھوائیے۔ ہر اخباری کاغذ میں اشتہار چھپائیے - اور جہاں تک مفت اشتہار شائع ہو سکے وہاں تک کوڑی صرف نہ کیجیے پھر سرٹیفکیٹ ایسے مشہور زمانہ حضرات کے ہوں جن کو دنیا بھر جانتی ہو۔

میں :- اشتہارات شائع کرنا کام چلنے پر موقوف ہے۔ سرٹیفکیٹ حاصل ہونا دوا کے اثر پر موقوف ہے - دوسری ترکیب سمجھ میں نہیں آئی کہ مفت اشتہار کیونکر شائع ہوتا ہے۔ اور مشاہیر کے سارٹیفکیٹ کیونکر حاصل ہو جاتے ہیں کیا قانوناً بالمشہور فرضی سرٹیفکیٹ شائع کرنے والے سے مواخذہ نہیں کر سکتا؟

جواب :- پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم ایمان والے ہو یا بے ایمان؟

میں :- ابے بے ایمان ہوگا تو اور تیرا باپ یہاں اولاد ہمیشہ سے یہ ہے کہ ایمان ہی پر مریں اور جئیں۔ اگرچہ بار ہا بے ایمانی کرلی چیز مگر اس بے ایمانی میں خدا تجھے غارت کرے تیرا حصہ زیادہ تھا۔

جواب :- تو میاں پھر تم ترقی نہیں کر سکتے - عزیز من بغیر بے ایمانی کے دنیا کا کام نہیں چلتا - تم چاہتے ہو کہ جو باتیں بجز بے ایمانی کے کسی اور طریقے سے حاصل نہیں ہو سکتیں (مثلاً نفع یا نامداری) بے ساختہ حاصل کر لو تو یہ یقیناً محال ہے۔ مشاہیر کے سرٹیفکیٹ یوں نہایت آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکتے ہیں کہ دنیا بھر کے اخباری کاغذ پر نظر رکھو اور ہر کوئی مشہور زمانہ شخص خواہ وہ ہندوستانی ہو یا جاپانی ہو یا انگلستانی ہو یا عربستانی ہو یا ایرانی ہو یا چینی ہو یا افغانی ہو مسلم ہو یا کافر ہو لامذہب ہو یا دہریہ ہو کوئی ہو وہ مر جائے مرنے کی خبر کسی کاغذ میں سیاہ گھیرے کی جدول کے اندر دیکھو اور فوراً اسکا نام اپنے یہاں رجسٹر خریداری میں درج کرو پھر اسکے نام سے ایک جعلی سرٹیفکیٹ گھڑو مثلاً فرض کرو کہ لارڈ کچنر کے وفات کی خبر تمہیں معلوم ہوئی اب تمہارا یہ کام ہے آئندہ اشتہار میں انکے نام سے ایک خط شائع کردو:-

انتیہ دسیلہ ۔

مورخہ ۱۰ ماہ فروری سنہ ۱۶ء

جناب منیجر صاحب کارخانہ .... آپ کی دوا مقوی نے مجھے دنیا میں ایک قابل فخر مرد بنا دیا تھا تمام مردانگی کی قوت فتح مراحل سب آپ ہی کے دوا کے طفیل میں حاصل ہوئی تھی اب میں لامکاں میں ہوں لیکن یہاں بھی آپ کی دوا کا اثر وصال روحانی کی قوت کو خوب بڑھا رہا ہے نسل روحانی ترقی پر ہے اور جنت کی کالونی آج میری نسل کے قبضہ میں آگئی ہے - عدم آباد میں بکثرت مستورات (نوآبادی) موجود ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر سلسلہ توالد و تناسل اسی رفتار پر چل رہا ہے تو جنت میں داخل ہونے والی روحیں عدم وسعت کے باعث آئندہ اپنے حق سے محروم رہ جائیں گی۔ اگرچہ دنیا میں جنتی کم ہیں دوزخی زیادہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ باغ فضائے جنت کی ایک کوٹھری میں آپ کی تمام دنیا سما سکتی ہے کہ بغیر اسکو خوردبین سے دیکھنے والا اسے محسوس کر سکے پھر بھی بندہ کی بڑھتی ہوئی نسل اور حیات ابدی کے پیش نظر یقین ہے کہ صرف میری ہی نسل سے یہ وسعت معمور ہو جائے گی۔ دوا اگر ایجاد ہو تو ایسی تو ہو کہ مرنے مرتے دم تک نہ جائے۔

میں ہوں آپ کا خیر طلب ۔ "لارڈ کچنر"۔

نوٹ:- محترم! یہ سارٹیفکیٹ ہر شخص دیکھے گا اور اسے کبھی جرات نہ ہوگی کہ اسکی جانچ کرے - یا اپنے دماغ کو نہ بہ روشنی خالی وحشت کے پرکھنے کی تکلیف دے۔ بالفرض ایسا ہو بھی تو جب تک مردہ قبر سے اٹھ کر سرٹیفکیٹ کے جعلی ہونے اور دستخط کے مصنوعی ہونے کا انکار نہ کرے اس وقت تک شبہ کا فائدہ مدعا علیہ یا مجرم کو حاصل ہے۔ اگر مرنے والوں کی کمی نہیں اور نام آور بھی مرنے ہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ بے ایمانی تم سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

میں :- پھر وہی بے ایمانی کا ذکر؟ خیر ابھی تمہارے کلام کا ایک جزو قابل شرح ہے - یعنی مفت میں اشتہار کیونکر شائع ہو سکتا ہے۔

جواب :- یہ کوئی مشکل نہیں چھپے ہوئے کچھ نام اپنے کارخانہ کے نام کے لو۔ اور جس بڑے شہر میں ہو بیٹھو - فوراً اخبار والوں کا نام نشان پوچھ کے انکے دفتر میں داخل ہو جاؤ - یہ کمبخت ایسے بھوکے ہیں کہ اور ہر کوئی اشتہار بند سامنے آیا چاہے اجرت تھوڑی سے دے یا مشہور نادہند ہو۔ غریب گر پڑ کے فوراً اونے پونے سودا کر لیتے ہیں۔ پیشگی اور مطالبہ کا ذکر نہیں - بس تم یہ پہنچے ہی دعوے کر دو کہ میں دواخانہ مخزن الادویات و قدرتی کا سفری ایجنٹ ہوں ایک صفحہ اشتہار شائع کرانا مقصود ہے۔ یہ کارخانہ جب سے قضا و قدر نے زندگی و مرگ کا ڈھیر پھیلایا اسی وقت سے جاری ہے۔ اسکی خوش معاملگی میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا آپ کا نرخنامہ بھی معتدل ہے۔ البتہ ایک عذر یہ ہے کہ آپ نے دوامی یا سالانہ کی اجرت میں تخفیف کی ہے اور عارضی یا ماہواری اجرت زیادہ ہے ہم سال بھر کے لیے ایک صفحہ لیتے ہیں اور سالانہ اجرت چار قسطوں میں ادا کریں گے لہذا آپ عارضی نرخنامہ کی پابندی ہم سے نہ کرائیے۔ اشتہار روز شائع کر دیجیے ہم کارخانہ کو اطلاع دیے دیتے ہیں وہاں سے بے توقف آپ کے دام پہنچ جائیں گے۔ تم یقین رکھو کہ یہ مہینوں اشتہار شائع کرتے رہیں گے جب تک دام وصول ہوں یا نہ ہوں کا بل ایسے ہیں

کہ کبھی مالش نہ کریگا۔ خالی عذر و معذرت کی خبر نہ دیتے رہو۔ ہمارا ایجنٹ آپ کے پاس آیا تھا تین ہفتہ سے ہم آپ کے اخبار کے منتظر ہیں دو پرچہ کاپی نہیں پہنچی۔ منیجر صاحب وعدہ کرتے ہیں ایک پرچہ کاپی بھیجیں گے ایک ہفتہ انتظار میں کٹ جائے گا۔ دوسرا ہفتہ تقاضے کے جواب میں تیر ہوگا تیسرا ہفتہ دھمکی اور قلمی کیڈیٹ بکی میں صرف ہوگا۔ چھ ہفتہ ہو گئے ساتویں ہفتہ تم لکھ دیا کہ ایجنٹ نے نصف صفحہ کی اجازت دی تھی تم نے پورا صفحہ اشتہارات بھر دیا یہ ہفتہ اس لاو نعم اقرار و انکار کی حیص بیص میں گھس پس کے اتر جائے گا آٹھویں ہفتہ ایک معذرت نامہ لکھ بھیجا کہ سخت غلطی ہوئی اب نصف صفحہ میں فلاں فلاں اشتہار شائع کیجیے اجرت آج بوجہ تعطیل پوسٹ آفس نہیں بھیجی جا سکی کل انشاء اللہ روانہ ہوگی۔ الغرض انکا تقیا سودا کرے " عمر بھر یوں ہی اشتہار شائع ہوتا رہے گا اگر اُکتا کے بند کر دے تو تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ عزیز من یہ بے ایمانی نہیں ہے کئی اچھے نام آور کارخانہ اس دستور پر چل رہے ہیں۔ کیا انہیں کوئی بےایمان کہہ سکتا ہے؟۔

میں :۔ ہا ہا ہا شدتی۔ ارے یہ تو صریح بے ایمانی ہے۔ کیا بے ایمانی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟؟

جواب :۔ آقا جان! اسی سے تو میں کہتا ہوں تم ترقی نہیں کر سکتے۔ لے اب اور کسی پیشہ کا نام لو اگر تم پہیلی بوجھ گئے تو خیر ورنہ میں تو پھر شغل ہی کروں گا۔

(باقی آئندہ)

راقم ——— ظفا سفر

بے تکی نظم

یعنی

نظم بے قافیہ

یاد زمانہ بے تکا ہے اب تک بندی فضول ہے تک کی تلاش میں اکثر سست نظم اور کم مایہ شاعروں کی قابلیت تاشا اٹ دیتی ہے۔ کسی پٹھان نے ایک شیخ کا قافیہ تنگ سے ملایا شیخ صاحب جھلا گئے اور انھوں نے پٹھان کی چول لکھنے سے جڑ دی پٹھان نے کہا کہ تم نہیں سمجھا شیخ ہوئے تنگ سے یا نہ سے شکایت کرنا ہو گئی۔

واقعی قافیہ کی پابندی اکثر اوقات بہت کھٹکتی ہے بعض زبانوں کی سرشت میں قافیہ داخل ہے اور نے فطرت زور تا قافیہ بن جاتا ہے مثلاً عربی زبان تاریخ کی کتابوں میں صدہا مثالیں رجزاً نظم کرنے کی موجود ہیں عرب کے جنس وجود بیہ گوئی میں غالباً یکتا ہیں خصوصاً شادی اور غمی میں انکی طبیعت آدمی کی طرح نظم پر آ جاتی ہے۔ لیکن نغمہ جو بانو صد اور بین مشکل سے ایسی نظیر ملے گی کہ قافیہ نے تنگی کی ہو یا چسپاں نہ ہو۔ فارسی شعراء نے عربی کے عنوان پر اپنی شاعری کو قافیہ سے وابستہ کیا۔ جب تک عربی کے اصول عروض و قافیہ شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک فارسی یونانی شاعری کے طرز پر تھی جو یونانی اور عبرانی میں بھی قافیہ ہے مگر اتنا ہی حد جتنا کہ عربی میں ہے عربی کی تقلید میں اہل فارس نے اپنے اوپر کچھ پابندیاں بڑھا لیں بلکہ عربی میں اتنی قیدیں بالخصوص قافیہ کے متعلق نہ تھیں جتنی انھوں نے اپنے لیے پیدا کر لیں ان قیود کی ایجاد سے بجائے حضرت قافیہ خوان بہادر اور مطلب کے نئے نئے طرز نکالے گئے۔ اور اہمیت کو بہت فائدہ پہونچا۔ مثلاً الفاظ اُن کی مجاز کے نظم و نثر کے لباس ہیں جیسی طرح طرح کی گوٹیں ٹانکی گئیں غور سے دیکھیے تو کہیں سنہری ہے کہیں سنجاف ہے کہیں سیڑھی ہے کہیں دھنک گوکھرو لچکا بنت کرن بانکڑی آتی ہے کہیں کا رجب ہے کہیں کلابتو ہے۔ سجاوٹ اور وضع کی دھجیاں برابر نکلتی چلی آتی ہیں۔

واضعان قوانین قافیہ اس امر سے بے خبر تھے کہ قافیہ روانی طبع میں مخل ہوگا۔ لیکن وہ ایسے پست ہمت بھی نہ تھے کہ طبیعت کی عاجزی سے شکست کھاتے ہی قافیہ سے استعفا دے بیٹھتے پی اور شہر رفعت کھائی ہو سادگی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ قیود سے آزادی اختیار کر لی جائے۔

لیکن ہمارا زمانہ پست ہمتی کا زمانہ ہے تھکی گرا اور کھسیان پن مٹانے کو اور ہی بجا کی ہے۔ کہ دیا۔ اور لگے بے تکے پن پر جان دینے۔ ہمارے عہد میں بے خبری کا یہ عالم ہے کہ زمیندار نے جو لکھا ہے اڈیٹر ایک نظم بے قافیہ اور اُسکے وزن کو دیکھ کے متعجب ہوتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یہ کوئی نئی بحر ہے حالانکہ لکھنؤ میں ہزاروں لوگ اسی وزن پر نظم ہوتے رہتے ہیں اور اگلے شعر نے خدا جانے کتنی نظمیں اسی وزن پر لکھ ڈالیں۔ جان صاحب کوئی ذی علم شعرا میں نہ تھے انھوں نے بھی اس بحر میں کئی غزلیں لکھی ہیں ایک کا مصرعہ تو ہمیں یاد بھی ہے ؎

اس نخمی سی جھڈری کا بی جان خدا حافظ

اڈیٹر صاحب نے علامہ اقبال کی ستائش میں اپنے مختصر نوٹ میں لگے ہاتھوں کہہ ڈالی کہ علامہ صاحب نے .... کی بحر طویل میں جو دلکش اور دلآویز جدتیں کی ہیں ان سے کب فروغ کرنا چاہیے۔

اے حضرت خدا نہ کرے اگر انکی جدتوں کا سایہ بھی اُردو پر پڑ گیا تو غریب تباہ ہو جائے گی۔ انکی نظمیں دیکھ کے تو ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں شاعری کی تحت کسی نے لگا دی ہے۔

اب جس کلام کی تعریف ہے اسکا نمونہ بھی دیکھیے:۔

یوں وقت گزرتا ہے   فرصت کی تمنا میں
جس طرح کوئی پتا   بہتا ہوا دریا میں
ساحل کے قریب آ کر   چاہے کہ ٹھہر جاؤں
اور سیر ذرا کر لوں   اس عکس شجر کی
جو دامن دریا پر
زیبائش دریا ہے
یا یاد کا وہ جھونکا   جو وقت روانی ہے
اک باغ کے گوشے میں   چاہے کہ یہاں دم لوں
دامن کو ذرا بھر لوں   اس پھول کی خوشبو سے
جس کو ابھی کھلنا ہے   ....
فرصت کی تمنا میں
یوں وقت گزرتا ہے
افکار پریشاں سے   فرصت ہی نہیں دیتے
میں چاہتا ہوں دل سے   کچھ کسب ہنر کر لوں
تکتا ہے معنا میں ہے   دامان سخن بھر لوں
ہے بخت گرو انڑوں   فرصت ہی نہیں ملتی



کڑک تو ہی بارہ انڈے اور سہی

طلائے حسینی

یہ وہ بے نظیر طلا ہے جو مسیح الملک مرحوم نے [illegible] کے لیے تیار کیا تھا۔ یہ طلا تعریف سے مستغنی ہے کارخانہ کو اس نسخہ پر ناز ہے۔ قیمت فی تولہ [illegible]

طلائے جوہری

یہ طلا بھی عجیب و افضل ہے حضرات کو خاص طور پر فائدہ پہنچاتا ہے قیمت فی شیشی [illegible]

بے نظیر تکمیہ

ہر قسم کے بواسیر کے لیے یہ تکمیہ [illegible] کے لیے نہایت مفید ہے قیمت [illegible]

طلسمی سفوف

جریان منی، رقت، کثرت احتلام کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے چند روز کے استعمال سے [illegible] ظاہر ہو جاتا ہے۔ قیمت فی خوراک ۔۔۔۔۔۔ [illegible]

سفوف مقوی معدہ

ضعف معدہ، بدہضمی [illegible] اور جگر کے سقم کی خرابیوں کو دفع کرنے میں بے مثل ہے فی خوراک ۔۔۔۔ [illegible]

سفوف سوزاک

[illegible] سوزاک [illegible] فی تولہ [illegible]

دواخانہ کیمیائے اودھ کے بہترین مرکبات

دواخانہ کیمیائے اودھ تقریباً دس سال سے طب یونانی کی اہم ترین خدمات زیر سرپرستی شفاء الملک عالیجناب حکیم سید علی صاحب آشفتہ شاگرد رشید جناب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب مدظلہ العالی انجام دے رہا ہے۔ باطنی اور نام نہاد دوا فروشوں نے اپنی نااہلی سے یونانی طب کے نکات کو گرد اور فن طب کے عمل اور کامیاب علم کو اس درجہ بدنام کر دیا تھا کہ اب ملک کی توجہ دوسری طب کی طرف نہایت تیزی سے مبذول ہو رہی تھی پبلک کی طب یونانی سے بدظنی حق بجانب تھی جب دواؤں کا اثر جاہلوں کے ہاتھوں فنا ہو چکا تو مریضوں کا صحت یاب ہونا بھی دشوار بلکہ ناممکن ہو گیا تھا ان حالتوں کو دیکھتے ہوئے بعض ہمدردان طب یونانی نے جا بجا زر کثیر صرف کرکے دواخانے کھولے اور الحمدللہ جہاں ان دواخانوں کا فیض ہے وہاں اطبائے یونانی بہ نسبت دیگر طرز علاج سے زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔ دواخانہ کیمیائے اودھ مفردات و مرکبات کی فراہمی اور تیاری میں انتہائی احتیاط و صحت ملحوظ رکھتا ہے۔ اصلی اور عمدہ دوائیں ہر وقت مہیا رہتی ہیں۔ مرکبات کی مفصل فہرست ایک کارڈ روانہ کرنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے چند منتخب اشیاء ذیل میں درج کیے جاتے ہیں امتحان کے لیے طلب فرما کر کارکنان کی ہمت افزائی کرنا پبلک پر فرض ہے۔

ماء اللحم عنبری ۔ مقوی اعضائے رئیسہ ہے دل و دماغ کو تقویت دیتا اور خون صالح پیدا کرتا ہے مسمن و مقوی باہ ہے۔ قیمت فی بوتل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ [illegible]

معجون مقوی باہ ۔ (یہ نسخہ خاص) رقت اور ضعف باہ کے لیے اکسیر ہے صرف دو ہفتہ استعمال کرنے کے بعد آپ اپنی قوت پر ناز کر سکتے ہیں۔ قیمت فی تولہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ [illegible]

طلائے احمر سلطانی ۔ یہ نسخہ عالیجناب حکیم سید علی صاحب آشفتہ مدظلہ العالی کے مجربات صدری سے ہے جو کارخانہ کو مرحمت فرمایا ہے اور کارکنان نے نہایت جانفشانی سے تیار کیا ہے مقوی اعصاب ہے رطوبات فاضلہ کو دفع کرکے مساموں کو خود صحت دیتا ہے۔ فی تولہ ۔۔۔ [illegible]

روغن عنبری ۔ بعض دماغی امراض کے مصرف عالیجناب حکیم سید علی صاحب آشفتہ مدظلہ العالی نے تیل کا نسخہ ترتیب دے کر مرحمت فرمایا ہے اور نہایت محنت سے تیار کیا گیا ہے اسکی ایجاد کی غایت گو بالوں کا بڑھانا ہے اسکے ساتھ ہی دماغ کی کمزوری کو دفع کرتا خشکی کو دور کرتا اور نیند لاتا ہے بالوں کو بڑھاتا اور مضبوط کرتا بالوں کی سیاہی اور چمک کو بڑھاتا ہے، نقرس یا ٹائیفائڈ فیور کے بعد جو بال گر جاتے ہیں اور کسی طرح نہیں بڑھتے یہ تیل اُن امراض کی تلافی یعنی آفت کو دور کر کے بالوں کو جلد اگر [illegible] سے بڑھاتا ہے غرضکہ عجیب الخاصیت تیل ہے تجربہ سے اوصاف خود ظاہر ہو جائیں گے۔ خوشبو نہایت دلفریب اور خوشبو از حد لطیف اور مفرح ہے۔ قیمت فی شیشی ۴ اونس ۔۔۔۔ [illegible]

نوٹ ۔ تیل کے لیے ہر خریدار کو بوتل کی ضرورت ہے خط و کتابت سے معلوم ہو گی۔

(ضروری) ۔ ہر چیز کی جو قیمت درج کی گئی ہے محصول ڈاک وغیرہ خریدار کے ذمہ ہے اسکے علاوہ بھی کارخانہ میں ہر قسم کا شربت، معجون، مربہ جات نہایت عمدہ تیار رہتے ہیں۔

سید محمد رضی منیجر دواخانہ کیمیائے اودھ وکٹوریہ سٹریٹ لکھنؤ

[illegible]

پرانے اور نئے سوزاک کے مریض جو پرانے سوزاک میں علاج [illegible] اختیار کر چکے ہیں چند روز میں ان کو اس موذی سوزاک سے نجات [illegible] ۔ قیمت [illegible]

عرق شمسی

یہ عرق طب یونانی کے قابل فخر ایجادات سے ہے عالیجناب حکیم سید [illegible] نے ترتیب دے کر یہ نسخہ کارخانہ کو مرحمت فرمایا ہے اور کارکنان نے نہایت احتیاط سے کیمیائی اصول کے ساتھ تیار کیا ہے اس عرق سے نفخ شکم، ریاح، قبض، درد معدہ، [illegible] ضعف معدہ، ضعف جگر، حبس ریاح [illegible] حیرت انگیز طور پر دفع ہو جاتے ہیں [illegible] اور بڑھوں کو دیجیے اگر [illegible] ہیں جو کہ نہ لگے تو چار ماہ تک۔ قیمت فی بوتل پانچ روپیہ ۔۔۔ [illegible]

(نوٹ) اس عرق کی بوتل [illegible] میں رکھی جائے اور [illegible] اور یہ عرق ان لوگوں کو استعمال نہیں کرنا چاہیے جن کو دستوں کا مرض ہے

اکسیر دمہ

امراض صدر پرانی کھانسی اور دمہ کو ایک ہفتہ میں [illegible] فائدہ پہنچاتی ہے فی درجن ۔۔۔۔۔۔۔ [illegible]

فرصت کو کہاں ڈھونڈوں

فرصت ہی کا رونا ہے

پھر جی میں یہ آتی ہے — کچھ عیش ہی حاصل ہو
دولت ہی ملے مجھکو — وہ کام کوئی سوچوں
پھر سوچنا یہ بھی ہوں — یہ سوچنے کا دھندا
فرصت ہی میں ہوتا ہے ....
فرصت ہی نہیں دیتے
افکار معیشت کے

غالب مرحوم نے پنج آہنگ میں ایک رقعہ اسی بحر میں لکھا ہے لیکن وہ بے تکا نہیں ہے اور انھوں نے بھی مرتجلاً نظم کیا ہے۔

ہاں خواجہ بے پروا — سن پند و کم غم کن
وز غصہ جگر جا کم — خود ہم ستیزے گفتن

اردو کی مذکورہ بالا نظم میں باوجود بحر کے پانی ہونے کے کسی قسم کی معنوی خوبی نہیں ہے۔ وہ اصل چوسن دالوں کی دالی معلوم ہوتی ہے۔ اسمیں اکثر جگہ ضعف تالیف کا عیب ہے اور اگر کلام پر قدرت ہوتی تو قافیہ کی بیڑی ٹوٹ جانے پر یہ لنگڑی نے چال ہی نہ ہوتی۔ بہر حال اگر ہمارے اڈیٹر صاحب کو اس قسم کی نرالی جدت پسند ہے تو ہم آیندہ کچھ اپنے مذاق میں اسی وزن کے ساتھ پیش کرینگے۔ اس خامہ فرسائی کا منشا صرف اسقدر ہے کہ اگر قافیہ سے دست برداری کی جاتی ہے تو دیگر صنائع معنوی و لفظی سے منہ نہ موڑنا چاہیے اتنی بڑی خوبی ترک کرنے کے بعد (یعنے قافیہ) تلافی گوشہ دامن میں اس صداقت کے ساتھ لگانی چاہیے کہ مجہول دیکھ کے طبیعت نہ اکتائے۔

ن ق

مولانا پنچ کی نوٹ بک

قبر میں بخشوانے والا کھدر

مولانا رنگونہ قومی پریویٹ مدراس یہ سنکر خوش ہونگے کہ حسن بخش چودھری کی کوشش سے رنڈیوں میں کھدر کا کفن روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ یہ گروہ آفت جان و ایمان ہے۔ اسلیے اچھا ہے کفن اور بیویوں کی حمایت میں جانے قبر میں کیا قیامت ڈھائے کھدر میں حسن کا نکھار اور زیادہ ہم پڑ جائے گا۔ لیکن نجات اخروی کے واسطے صرف کھدر کا کفن کافی نہیں ہے بلکہ اسکی قیمت بھی پاک کمائی سے ادا ہونی چاہیے تاکہ یہاں پاپ وہاں ثواب نہیں اور وطن پروری کے ساتھ آدمیت کا جزو بھی شامل رہے۔

ملک الموت کی یہ چوٹ بھی

ووٹ دیتے ہی لوٹ پوٹ بھی

برمنگھم میں ایک عورت ووٹ دیتے ہی فوت ہو گئی گویا اسی انتظار میں زندہ تھی۔ یہ ووٹ کیا تھا نامۂ عمل کا آخری صفحہ۔ غضب مرگ ہو گیا شادی مرگ بہر حال فرض ادا کر کے مری۔ یہی غنیمت ہے۔ امیدوار کو خوش ہونا چاہیے کہ ایسا ووٹر حاصل ہوا جو ساتھ وفا کے مرنے اور جی اٹھنے کے بعد بھی نہ ملے گا۔

سوراجیوں کی ایک غلطی

حمید الدین صاحب بیرسٹر سید حیدر مہدی صاحب کے مقابلہ پر کامیاب ہو گئے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ یہ سوراجیوں کی غلطی تھی یہ کرسی ان کے ہاتھ سے کوئی نہیں چھین سکتا اگر وہ کسی شیعی کانگریسی جوان کو حمید الدین بیرسٹر کے مقابلہ پر کھڑا کرتے سید حیدر مہدی صاحب وکیل الہ آباد کراری کے شیعوں کی جانب سے مقدمہ کی پیروی کر رہے ہیں۔ جاہل عوام کو بھڑکانے کے لیے یہ چھوٹا سا نمبر کافی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آجکل مذہب آخرت میں بخشوانے کی جگہ کونسل کی جنت میں پہنچانے کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ لا مذہب دہریوں کو قائل کرنے کی اچھی دلیل ہاتھ آ گئی۔ یہ کمبخت کہتے تھے کہ مذہب ہے کس مرض کی دوا۔ اب کوئی پوچھے کہ آج تم ہندوستان میں ہوتے تو کیا جانتے کہ کبھی کونسل کی صورت دیکھنی نصیب ہوتی !!

قرضے کا بجار جا

امریکہ نے ۲۰۰۰ ملین ڈالر یعنی ۱۰۔ ارب روپیہ یورپ میں قرض دے رکھا ہے اتنا بڑا قرضہ جنگ ادا ہوتے نہیں دکھائی دیتا۔ برطانوی حکومت بحری فوجی طاقت بڑھاتی چلی جاتی ہے اور امریکہ بھی برابر ہم پہ ٹھونک رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ جوع الارض ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قرضے اسامی سے قرضہ وصول ہونے کی تدبیریں ہیں۔

افسوس

بیچارے سر جارج لائڈ بمبئی کے گورنر فنول خود اسوقت سدھارے جبکہ تمام کرہ ہوائی صاف ہو رہا تھا اور آیندہ اقتصادی معاملات میں ضرور ترقی ہوگی۔ ہمیں افسوس ہے اور ضرور ہے کہ تکلیف کے دنوں میں تو وہ ہمارے ساتھ رہے آرام کی گھڑی آتے ہی بوریا بدھنا سنوارنا پڑا

آگے صیاد نے تڑکے ہی سے مارا غلہ
از چمن مرغ سحر را سر و کار آخر شد

پنچ ل خدا۔ خدا ل پنچ

مصلح وائسرائے

تھا کسی وقت میں تو بھی تو جواں اے واعظ
لطف اٹھانک تری تقریر میں ہے پی ہو گی

ہمارے وائسرائے صاحب اب واعظ ہوگئے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ سخن ناشنو جب اپنے سیاسی اور مذہبی پیشواؤں کی بات اس کان سنتے اور اس کان اڑا دیتے ہیں تو بھلا وائسرائے کی کیا سنیں گے آپ نے مدراس کی ایک تقریر میں فرمایا کہ یہ مذہبی معاملات کو اہل مذہب جانیں اور ان کا کام جانے

حکومت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم بھی اس تقریر پر صاد کرتے ہیں لیکن دنیا کے تمام مذاہب ایسا قانون رکھتے ہیں جسکے دو حصے ہیں ایک معتقدات و عبادات کے متعلق دوسرا معاملات مال و ملکیت و معاشرت سے متعلق۔ حکومت نے جو قانون بنایا ہے وہ بھی کسی امر کو خالص سیاسی ثابت کرنے میں عاجز ہے اور اس اختیار کو حکومت نے اپنے ہی ہاتھوں میں رکھا ہے کہ ایک بالنزاع امر کو جب چاہے مذہبی سمجھے اور جب چاہے سیاسی۔ کل حکومت کے ہاتھ میں ہے جدھر چاہے موڑدے۔ مسجد کانپور اور اسی قسم کے بعض دیگر واقعات خالص مذہبی تھے مگر حکومت کی شکل رکھتے ہی مرغا دو ٹانگوں کا ہو گیا۔ جب کوئی مذہبی معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے تو پہلے حکومت سے درخواست کی جاتی ہے کہ اسمیں دخل دیجیے یا دیجیے تو مذہب کی رعایت محفوظ رہے۔ سکھوں کے مقابلہ پر حکومت نے بہت سی آڑی ترچھی چالیں چلیں اور اس کجروی کا نتیجہ جو کچھ پیدا ہوا وہ ظاہر ہے۔ گلوں کا معاملہ گردواروں کا معاملہ تو خیر لیکن عموماً سکھ گروہ مہاراجہ نابہ کی نسبت یہی گمان کرتا ہے کہ انھوں نے مذہب کی پابندی کو حکومت کی مزاج گوئی پر ترجیح دی۔ اور اس ثبات قدم کے چلتوں ان ہاتھوں کو پہونچے۔ دل کی بات کبھی نہ کبھی زبان پر آ ہی جاتی ہے بقول مولوی ابوالکلام آزاد۔ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت نے سرمد شاعر کو اپنی حکومت کا مخالف اور مخالفین کا معاون سمجھا۔ جب کفر و زندقہ و بدعت و جنون کی رسیاں خوب اچھی طرح بٹی جا چکیں اور برہنہ سرمد میں جکڑ دیا گیا تو بادشاہ و سلامت کے منھ سے دل کی بات نکل ہی گئی اور سرمد سے پوچھ بیٹھے کیسے حضرت بازگشتا آپ ہی وہ خدا رسیدہ پیر ہیں نہ؟ جنھوں نے مخالفین کی خوش اقبالی کی پیشین گوئی کی تھی؟ اٹ خداوندا کس دبا لشفیں جب مہاراجہ نابھ کی دستگیری کا سامان تیج کر لیا گیا تو جو حاکم انھیں معزول کرنے گیا تھا بول چرا تھا اُس کے پیٹ میں بھی پانی نہ پچا اور بول اُٹھا۔

"کہاں ہے وہ اکالی ...... الخ"

الغرض بید صاف نہایت مشکل سے یہ حالہ باقی رہتا ہے کہ حکومت مذہب میں دخل نہیں دیتی۔ یا ہر شخص حکومت کے نزدیک ادائے فرائض مذہبی میں آزاد ہے۔ مال، املاک اور جائداد جب کسی مذہبی مقدمہ میں مخلوط ہو جاتے ہیں تو خواہ کوئی انجیل و وید و قرآن کا حامل مہین کے آئے اور ثابت کر دکھائے کہ یہ ہمارا مذہبی معاملہ ہے مگر شنوائی کہاں۔ مثلاً گرو کے باغ کی لکڑیاں کیسی کیسی چلیں لاکھ لاکھ چیخ پکارے کہ حکومت سرکاری کاغذوں سے مدد اور مرنت کی اعانت سے لئے گر پیچ! اگر لاٹ صاحب کہیں تو ہم سکھ بہ جائداد حکومت دیج کریں کیا؟ کہتے ہیں غالباً پنجاب کی حکومت ایک گروہ سے جسنے سرکار سے قطع تعلق کر لینے کی قسم کھائی تھی اور اپنے مذہبی معابد و معاملات کو اپنے اہتمام میں لینا چاہتا تھا یہ توقع رکھتی ہوگی کہ کورٹ فیس لگائی جائے، وکیلوں کا پیٹ بھرا جائے، عمدہ وردی ہو تو صبح کی جائے اور جب سال بر سال گزر جائیں تو جو بھی حاکم صاحب چاہیں فیصلہ کر دیں؟

حضرت واعظ یا مسیح متنفی! آپ جب گھر سے چلے تھے تو یہی سنا تھا کہ علی جسم الف من نحوہ بحث مذاہب خالص صاحب سید متعلق جنم بخش میں قدم رکھنے والے ہیں اب یہ آتش زار گلزار ہونے والا ہے رنگ نظیں بجاتے تھے کہ دیکھ لینا اب سیاست اور مذہب کا سر پر تیر اب عدالت میں لایا جائے گا اور تحلیل کر دیا جائے گا ہوتے ہی مذہب کی جانب سیاست کا نقش علی و نظر آئے گا مگر آپ جو چکے تو سیدھے ہاتھوں میں جیسے جسکا مذہب ہی سیاست ہے جو سیاست حال کے گلے گھونٹ اپنے مذہب کے سانچے میں ڈھالنا چاہتے تھے۔ اتیں کے ایک فرد مولوی شبلی سے انگیا والا ہوتی ہیں۔ ان حضرت نے کسی طرح آپ کو صلاح نہ دی کہ آپ مذہب اور سیاست کے قدرتی لگاؤ کو جانچتے پھر دیکھئے کہ مختلف مذاہب ہند میں کتنا جزو سیاسی اور باہم ٹکرانے والا ہے علیحدہ ازیں کوئی ایسی راہ نکالے کہ آگ اور پانی دونوں ایک ہی انجمن میں رہتے اسپر بھی ایک دوسرے کو نقصان نہ پہونچانا ہے صاف سیدھی رویہ ہرگز مداخلت فی المذاہب کے تحت میں نہ آتا بلکہ لوگ فراخدلی اور رواداری کے ساتھ آپ کی صدا پر لبیک کہتے۔

جب آپ کے بیہ حد اختیار نہیں کہ جو حقیقی مجرم ہو جنہ میں شمار ہونے کے قابل ہے تو آپ کیونکر ہندستانیوں کا مجمع جمع کر اسے فرماتے ہیں۔ کہ لیجئے ہندستان کا ہر ہندستانی طرح نظر چھیڑا جاتا ہے تو بیکاری اور بیجا مذہبی حمیت کہتے ہیں کہ صاحب یہ ہمارا ایک ہی قوت ہے کہ جینے ہیں سب بے ثمرے ہیں اور ایسے بے ثمرے ہیں کہ ہر ایک کس طرح انکا امتیاز کر سکتا ہے۔ ہندو مالوی کے ماننے والے مختار ہیں جتنا چاہیں انھیں بانس پر چڑھا لیں مگر انکی روش نے پورا باطنی راز آشکار کر دیا ہے۔ خدا آپ کو بھی تجربہ ہو گیا۔ آپ سے بھی ملے ہوئے سب غریب مہاتما گاندھی کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹا جاتا تھا اور علی برادران کٹے پٹے ہوتے ہوتے رہ گئے۔ ولیسعد بہادر کے ہونے کے باعث ہوتے ان کی ترتیب کروائی۔ اب انتخاب امیدواران کونسل میں وہ دہ چپ کے ہاتھ دکھائے ہیں کہ کانگریس والوں کا دل جانتا ہوگا۔ ہم نہیں جانتے کہ عقلمندی کو سوا اس کا زمیں پچھے ہونگ بڑھ جانے ہیں آپ کے سر پر ہو یا مالوی کے سر لیکن جو اسباب کہ اتفاق و اتحاد کی جگہ باہمی افتراق کے ہیں اُن میں بڑا امر مثل ہمارے مالوی صاحب کو ہے۔ بہت مشکل ہے کہ اس امر کو نیا کیجئے۔

"دو چیز کی سرمایہ وطنیوں را چہ؟"

اور دوسرا سبب آپ کی غفلت ہے جس کا رونا کئی بار سے رو چکا۔ اب یہ تمنا پیکار رہے کہ یا رب خدا وہ دن لائے میں تو اس دن کی تمنا میں زندہ بیٹھا ہوں جب یہ کیا جائے کہ ہندوستان سے اس قسم کی کوتاہ نظری و نفاق دور ہو گئی۔ اگر درحقیقت اس تمنا کا جوش زوروں پر ہے تو ذرہ برابر وقت و قوانین مذاہب اہل ہند کے مقابل پر وقت صرف کیجئے۔ امید ہے کہ پھر یہ تمنا ضرور بر آئے گی۔ ملک آپ کا ساتھ دے گا مذہب آپ کا ساتھ دے گا۔ کانگریس آپ کا ساتھ دے گی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ہم آپ کا ساتھ دینگے چاہے آپ دھرتوں کے مرغن مہان میں نیوتا دیں یا نہ دیں۔

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱۔ ہوادار و کشادہ مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا کافی آتی ہو۔
۲۔ گرد و نواح کے کیچڑ و غلاظت سے مکان کو صاف رکھنا۔ [illegible]
۳۔ کافور کا ہر وقت اپنے پاس رکھنا ... مشتبل ... [illegible] وغیرہ کا پاس رکھنا اور سونگھنا۔
۴۔ سرکہ خاص ... جو خون اور ... [illegible] روزانہ صبح کو پلایا جائے۔ ... [illegible] ... پانچ ... [illegible] کی ... عدد کالی مرچ پیس کر پینا۔
۵۔ کثرت سے جماع، زیادہ محنت و ریاضت، ... [illegible] اور قبض ... سے پرہیز کریں۔
۶۔ ہیضہ کے ... استعمال ... [illegible]
۷۔ فصلی و ... [illegible] ... کیلا، بیر، ... چنے کی دال ... [illegible]
... [illegible] ... سے پرہیز کریں۔
۸۔ ... [illegible] ... سے پرہیز کرنا چاہیے۔
۹۔ ... [illegible] ... تیمارداری ... [illegible] ... ہو جائے۔

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ ۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنے والے ہیضہ کو دفع کرنے والے مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

[illegible]

عرق ہاضم ترش

[illegible]

... ٹکیہ ... [illegible]

اپنا پتہ و نام صاف لکھیے
اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

مریض ہیضہ سے نجات بخشنے والے تیر بہدف ادویہ

جوہر حیات

[illegible]

حب قاطع ہیضہ

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمایئے مفت روانہ ہوگی

شرائط ایجنسی

(۱) ... [illegible] ... پیشگی بھیج کرنا ہوگا۔
(۲) ... [illegible] ... کی ... موقوف کر دی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے۔
(۴) بحساب ... فی پرچہ ... کرنا ہوگا ... کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
... [illegible]
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) ... [illegible]
(۲) ... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

... [illegible] ... حکم ... [illegible] ... شائع ہوا